بعد جب مسلمانوں میں بھی ہر علم و فن کی تدوین ہو چکی تو انھوں نے بھی اس طرز کو پسند کیا اور اکثر علوم و فنون کو نظم میں ادا کیا۔ مثلاً علم نحو و صرف میں ابن معطی نے الفیہ لکھا۔ ابن مالک نحوی اندلسی نے اُنھیں کے تتبع میں الفیہ لکھا جس میں ہزار اشعار ہیں جیسا کہ وہ خود لکھتے ہیں ؎

تقتضی رضا بغیر سخط　　فائقةً الفیة ابن معط

وھو بسبق حائز تفضیلا　　مستوجب ثنائی الجمیلا

اسی مصنف نے الفیہ سے پیشتر دو ہزار اشعار میں کافیہ لکھا تمام مسائل نحویہ اور صرفیہ کو مع امثلہ نظم ہی میں بیان کیا ہے۔ یہ کتاب نادر الوجود ہے۔ علامہ ابن جوزی نے علم تجوید میں الفیہ لکھا۔ شیخ الرئیس بو علی ابن سینا نے ۴۲۸ھ میں قصیدہ مزدوجہ علم منطق میں لکھا اور ایک قصیدہ علم الروح پر لکھا۔

لیکن لغت کی نسبت متقدمین میں کوئی ایسی مثال نہیں ملتی کہ مستقل اس علم کو نظم کیا گیا ہو۔ البتہ چھوٹے چھوٹے رسالے نصاب اور قصیدہ کے نام سے بہت سے تصنیف ہوئے۔ سب سے پہلی لغت جو نظم لکھی گئی وہ قصیدہ دامغہ ہے جس کو حسن بن احمد لغوی ہمدانی نے ۲۹۹ھ میں نظم کیا جس کی شرح کئی جلدوں میں لکھی گئی۔ ان رسالوں کے تصنیف کا مقصد صرف یہ تھا کہ روزمرّہ استعمال میں آنے والے لغات یکجا جمع کئے جائیں جن کے استحضار سے بچّوں کو فائدہ ہو۔ ابو نصر بن ابی بکر بن حسین بن جعفر الفراہی نے ۶۱۷ھ میں نصاب الصبیان تالیف کی جو ہندیں

بکثرت مروج ہی۔ مصنف نصاب الصبیان نے حتی الوسع ضروری لغات کا احصا کیا۔ لیکن سب سے بڑا نقص اس کتاب میں یہ رہ گیا کہ اُنھوں نے لغات غیر متعارفہ کو بہت داخل کیا۔ چھوٹی سی کتاب میں غیر متداول لغات کے لکھنے سے یا تو ضروری متداول لغات چھوٹ جاتے ہیں یا کتاب اتنی ضخیم ہو جاتی ہی جو نصاب کی حیثیت باقی نہیں رکھتی اور مدعا فوت ہو جاتا ہی۔ نصاب الصبیان موجودہ درس نظامیہ میں ابتدائی تعلیم کے لیے داخل ہی۔ اس میں لغاتِ عرب کو فارسی میں بیان کیا ہی کیونکہ مصنف کی زبان فارسی ہی تھی۔ اور اپنے ملکی بچوں کے نفع کے لیے اس نے اس کتاب کو نظم میں ترتیب دیا تھا۔ اسی طرح نثر میں بھی قدما نے جو لغات عربیہ یا فارسیہ لکھیں اُن کو اپنی ملکی زبانوں میں ترتیب دیا۔ بلحاظ ملکی ضرورتوں کے سنسکرت میں جو لغات قدما نے نظم کیں وہ سنسکرت میں ہیں۔ اس کا سبب یہ ہی کہ زبان سنسکرت اوّل تو عوام کی زبان ہی نہ تھی دوسرے یہ کہ زبان سنسکرت کی عام طور پر اشاعت اس طرح سے کہ ہر قوم اُس کو سیکھ سکے قطعاً ممنوع تھی۔ منوجی نے لکھا ہی کہ "اگر کوئی شودر الفاظ وید کا تلفظ بھی کرے اعم اس سے کہ وہ اس کے معنی سمجھے یا نہ سمجھے تو حاکم وقت کا فرض ہی کہ اُس کی زبان کھینچ لے" وہ علوم جو حصّۂ وید سمجھے جاتے ہیں چار ہیں۔

(۱) نحو و صرف (دیاکرن)، (۲) علم ہیئت (جوتش)، (۳) عروض (پنگل)، (۴) نرکت (علم لغات وید) ان کا بھی وہی حکم ہی جو وید کا ہی۔ اِن بندشوں سے مجبوراً قدما نے لغاتِ سنسکرت کو سنسکرت ہی میں لکھا ورنہ کوئی وجہ نہ تھی کہ وہ لغات

سنسکرت کو دیسی بھاشا میں نہ لکھتے اب علماءِ ہند نے جو لغاتِ عرب کو فارسی یا عربی میں ترتیب دیا وہ محض قدماء کا تتبع تھا۔ اس غلطی نے علم عربی کو ہند کے مسلمانوں میں عام نہ ہونے دیا۔

حضرت امیر خسروؒ نے اس ضرورت کو محسوس کر کے ایک نمونہ لغت کی تدوین کا ایسا قایم کیا جو اس ضرورت کو باحسنِ وجوہ رفع کرے اور فارسی اور عربی کے ضروری لغات کو اُس وقت کی مستعمل اور رائج زبان میں ترتیب دے اور یہ حقیقتاً ایک قسم کا ایما اور اشارہ تھا کہ لوگ اسی نمونہ پر لغات کو ترتیب دیں اعم اس سے کہ وہ نظم میں ہو یا نثر میں۔ ملکی اور قومی ضروریات پر نظر کر کے یہ اُن کا ذاتی اجتہاد تھا۔ اور یہ بہت مفید ثابت ہوتا اگر متاخرین بھی اُنھیں کے نقش قدم پر چلتے۔ اُن کے بعد جوں جوں اُردو ترقی کرتی گئی اور الفاظ صاف ہونے لگے فارسی اور عربی دخیل ہوتی گئی یہاں تک کہ اُردو زبان بالکل بدل گئی اور وہ زبان ہی باقی نہ رہی جو اُس عہد میں مستعمل تھی اسی بنیاد پر بعض لوگوں نے خالق باری کے لغات کی زبان مشترک (میڈیم لنگویج) فارسی قرار دی یعنی عربی اور ہندی بھاشا الفاظ کے معانی فارسی زبان میں بتلائے گئے اس طرح گویا فارسی زبان مشترک (میڈیم لنگویج) ہے۔ اُن کے خیال کے مطابق حضرت امیر خسروؒ کی یہ جدت ہے کہ اُنھوں نے عربی لغات کے ساتھ ہندی بھاشا کے لغات کو بھی شامل کر دیا ہے اور ہندی بھاشا کو بھی اُس کے ضروری لغات کو جمع کر کے روشناس کیا ہے اس کے متعلق ہم کوئی فیصلہ کرنا یہاں پر غیر ضروری

سمجھتے ہیں۔

سب سے پہلا سوال جو تنقید میں پیش آتا ہے وہ اس امر کی تحقیق ہے کہ آیا یہ کتاب حضرت امیر خسروؒ کی تصنیف ہے؟ ظاہر ہے کہ اس مسئلہ کے حل کرنے کے لیے بجز تاریخی قیاسات کے جو ایسی صورتوں میں مفید ظن ہوتے ہیں دوسری کوئی صورت نہیں ہو سکتی اور یہی طریقہ تمام تاریخی واقعات کے اثبات میں ہمیشہ کام آیا ہے اور آیندہ بھی کام آئیگا اگر یہ صورتیں اُٹھا دی جائیں تو تمام واقعات جو اس وقت مسلم ہیں معرض خطر میں پڑ جائیں۔ زیادہ طوالت سے قطع نظر بعض محاورات اور الفاظ مستعملہ کتاب کی قدامت صاف یہ پتہ تبلاتی ہے کہ یہ کتاب عہد حضرت امیر خسرو کے متصل زمانہ کی تصنیف ہے۔ جیسے "جیتل" کہ حضرت امیر خسروؒ کے عہد زندگی تک یہ ایک ہندی سکہ کا نام تھا اور حضرت کے قریب عہد میں یہ متروک ہو چلا تھا۔ یہاں تک کہ اُن کے بعد تاریخ میں اُس کا نام بھی نہیں آتا۔ کیونکہ سلاطین ہند کی قدیم سادگی جس طرح عیش و دولت کے سامانوں سے آراستہ ہو گئی تھی سکّوں کے سادہ نام بھی اشرفی اور اختر زر وغیرہ وغیرہ تکلفات سے بدل گئے تھے۔ بہرحال "جیتل" کا چلن عہد خسروی سے آگے نہیں پایا جاتا۔ یا محاوراتِ قدیمہ جیسے "میں تجھ کہیا" (میں نے تجھ سے کہا) "توکِت رہیا" (تو کہاں رہا) باد اڑانی (ہوا چلی) "آکھنا" (دیکھنا) "بھاکھنا" (کہنا) "چاؤ" (شوق) وغیرہم الفاظ کی گواہی سے خالق باری کا زمانۂ تصنیف عہد خسروی میں قطعی طور پر مقرر اور متعین ہو سکتا ہے

اور اُس عہد میں ہندی اور سنسکرت کی ان ترکیبوں پر حضرت امیر خسرو کے سوا اور کسی کے قلم کو یہ روانی ثابت نہیں۔ پس اس میں شک کرنے کی بہت کم وجوہ ہیں کہ خالق باری حضرت امیر خسرو کی تصنیف ہے۔ اور یہ شائبہ شک بھی خود خالق باری کے مقطع یعنی آخری شعر کو دیکھکر بالکل رفع ہوجاتا ہے جس میں لفظ خسرو موجود ہے۔ اور جس شاعرانہ شوخی و فصاحت کے ساتھ یہ لفظ مقطع میں واقع ہوا ہے اور اُس پر درویشانہ انکسار کا طرہ دیکھکر نا ممکن ہے کہ کوئی صحیح المذاق شخص اس کو تخلص نہ سمجھے اور صرف ایک لفظ بامعنی مثل دیگر الفاظ بامعانی کے جن سے خالق باری بھری ہوئی ہے قرار دے۔ وہ شعر یہ ہے ؎

"مولوی صاحب سرن پناہ گدا بھکاری "خسرو شاہ"

اس کی ترکیب بالکل وہی ہے جیسے آج کوئی خسرو نام کا شخص اپنے تئیں کسی تحریر میں "خاکسار خسرو" لکھکر ختم کلام کرے۔

ہم بہ نظرِ تنقید جب کتاب خالق باری پر نظر کرتے ہیں تو پہلے ہماری نظر اُسکے الفاظ مستعملہ پر پڑتی ہے۔ اس میں کچھ شبہ نہیں کہ ہندی الفاظ کا عربی و فارسی سے پیوند نہایت دشوار تھا۔ سب سے زیادہ نظم میں عربی و فارسی و ہندی الفاظ کا اس طرح یکجا کرنا کہ اُس کی روانی اور سلاست باقی رہے اور حد فصاحت سے خارج بھی نہ ہو نہایت دشوار تھا۔ اس دشوار گزار راہ کو حضرت امیر خسرو رحمہ اللہ نے جس خوبی سے قطع کیا ہے دیگر ناظمینِ لغات ان سے بہت پیچھے رہ گئے۔ حضرت امیر خسرو علیہ الرحمہ نے

روانی اور سلاست الفاظ پر سب سے زیادہ توجہ کی ہی جس سے بیشتر الفاظ ہندی و سنسکرت میں اُن کو تصرّف کرنا پڑا۔ مثلاً ؎

سس ہی مہ نیر خورشید
کالا اُجلا سیہ سپید

لفظ سس تبصرف حاصل ہوا ہی ورنہ اصل سنسکرت میں شَشی (शशि) ہی۔ لیکن حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو سس بنا کر اس کے ثقل کو دُور کیا۔ چاند کے معنی میں سنسکرت کے بہت سے الفاظ تھے جن کا استعمال ممکن تھا جیسے ششانک (शशाङ्क) سُوم (सोम) وِدُھو (विधु) اِندُو (इन्दु) اَبج (अब्ज) وغیرہ لیکن یہاں اگر بجائے سس کے اِن میں سے کوئی دوسرا لفظ رکھدیا جائے تو یہ سلاست پھر باقی نہ رہیگی۔ اِن الفاظ کے اجتماع سے ایک خاص سلاست پیدا ہو گئی ہی۔ اور سس اس تھوڑے سے تصرف سے اپنے قرین کے ہمشکل ہو گیا۔ اسی طرح اس شعر میں بھی تصرّف کیا ہی ؎

مرد منس زن ہی استری
قحط اکال وُبا ہی مری

منس معنی مرد اصل میں مَنُشی (मनुष्य) سنسکرت ہی جس میں تصرّف کر کے حضرت امیر خسرؔو نے منس بنایا اس تصرّف سے یہ لفظ فارسی اور عربی الفاظ کے ہمشکل بن گیا اور اس کی اجنبیت جاتی رہی۔ کہیں ایسا بھی موقع آپڑا ہی جہاں لفظیں

تصرف ممکن نہ تھا وہاں اس خوب صورتی سے اس موقع کو بچایا ہی جس سے اُن کی قدرتِ کلام اور ذکاوتِ طبع پر ہر شخص بادنیٰ تامل آفریں کہیگا۔ مثلاً ؎

راہ طریق سبیل پہچان
ارتھ تھو کا مارگ جان

لفظ مارگ بمعنی راہ کی ثقالت کسی طرح اس قابل نہ تھی کہ راہ و طریق و سبیل کے ہم پیوند ہوسکتی، اس لیے دوسرے مصرع میں اُسی کم وکیف کے الفاظ جمع کرکے عبارت کی روانی کو ہاتھ سے جانے نہ دیا۔ اگر نصاب الصبیان سے مقابلۃً دیکھا جائے تو باوجود اس کے کہ اُس میں صرف عربی و فارسی کے ہی الفاظ کا اجتماع ہی لیکن پھر بھی مصنف اس مراعات کو نباہ نہ سکا۔ چنانچہ دیکھو۔ مثلاً ؎

سویق پست و خشیش و جریش بلغور ش
جشب طعام درشت ست و حوک لونیگہ چیز

اس شعر میں اسقدر کثرت سے شین و غین کے اجتماع نے اس کو بہت ثقیل بنادیا ؎

سوار دست برنجن چو پائے راخلخال | وشاح عقد حمائل رعاث و تاج افسر

حضرت امیرؒ فرماتے ہیں ؎

دست برنجن کنگن کہیئے پایل خلخال | پائے برنجن جوڑا کہئے خوبی حسن جمال

اِن دونوں اشعار کے موازنہ سے صاف طور پر نظر آتا ہی کہ حضرت امیر خسروؒ نے

ان لغات کو کس خوبی اور لطافت سے ادا کیا ہے اور اسی کے ساتھ شاعری کے رنگ کو بھی ملحوظ رکھا ہے۔ ابونصر فراہی فرماتے ہیں ؎

عقار قهوه و راح و مدام و قرقف می — کمی دلاور و فارس سوار و صید شکار

اب ملاحظہ فرمائیے حضرت امیر خسروؒ فرماتے ہیں ؎

باده شراب و راوق و صهبا می ست و مُل — گر جرعه زاں خوری تو کنی کارِ نیک و بد

ہر ذوقِ سلیم رکھنے والا خود امتیاز کر سکتا ہے کہ دونوں اشعار میں لطافت و سلاست رنگِ شاعری لیے ہوئے کس کے حصہ میں آئی ہے؟ باوجود اس کے کہ حضرت امیر خسروؒ کی زحمت ابونصر فراہی سے چند در چند زائد ہے۔ امیر خسروؒ کو ہندی بھاشا اور سنسکرت الفاظ کا پیوند ملانا ہے جن کی ثقالت مسلمانوں کی زبانوں پر فطری ہے اور اُن کی طبایع سے بالکل غیر مانوس۔ ابونصر فرماتے ہیں ؎

نحاس و صفر و مس و روے انگ ست آنز — حلی ست زیور و غالی گراں رخیص ارزاں

حضرت امیر فرماتے ہیں ؎

مس ہے تانبا روئیں کانسہ آہن لوہ — تیشہ بسولا تبر کولہاڑا غدر و درده

یہ شعر نسبتاً متقدم سے روانی میں بہتر ہے۔ ابونصر فرماتے ہیں ؎

لبیب و عاقل و غمر و غبی و غافل گول — شفیق دادر ود، و رفیق و صاحب یار

امیر خسروؒ ؎

طعم سواد و طعام خورش جو کہئے کھانا — عالم دانا ہندوی بول جو کہئے سیانا

امیر خسروؒ نے اس نظم میں انھیں بحور سے کام لیا ہے جو ہندی طبایع کے ساتھ بالخصوص بچوں کو مانوس ہوں اس انتخاب میں آپ نے اپنے فن موسیقی کے کمال سے کام لیا۔ اس میں شبہہ نہیں کہ ابو نصر فراہی نے لغات کی فراہمی میں بہت کچھ کوشش کی اور جہاں تک ہو سکا اس چھوٹی سی کتاب میں بہت سے غریب الفاظ کو بھی جمع کر دیا ہے اور اس پر نظر کرنے سے بخوبی سمجھ میں آجاتا ہے کہ ابو نصر نے اپنی لغت دانی کا بھی کسی قدر اظہار کیا ہے جس کی وجہ سے غیر ضروری غریب الفاظ بہت سے جمع ہو گئے اور ضروری لغات چھوٹ گئے اُن کی نگاہ لغاتِ عرب کے استیعاب پر تھی اور یہ قریب قریب ناممکن کے تھا کہ اس مختصر سی کتاب میں لغاتِ عرب کا احتوا ہوتا اس لیے وہ کامیاب نہ ہو سکے۔ لیکن حضرت امیر خسروؒ نے اُن تمام ضروری اور روزمرہ استعمال میں آنے والی لغاتِ عربی و فارسی کو یکجا کیا اور اُس میں وہ کامیاب ہوئے صاحبِ آبِ حیات (جنھوں نے دہلی اور اُس کی تاریخی روایات کا بڑا خزینہ پایا تھا اور جو اُن کی تصنیفات خصوصاً آبِ حیات کی صورت میں جلوہ گر ہوا) بلاشک و شبہہ گویا تحقیق سے فرماتے ہیں کہ "خالق باری جس کا اختصار آج تک بچوں کا وظیفہ ہے کئی بڑی بڑی جلدوں میں تھی"۔ یہ ایک حد تک قرینِ قیاس بھی ہے۔ اس لیے کہ اس کے بحور کا اختلاف اس طرح پر کہ کوئی شعر کسی بحر میں ہے اور کوئی شعر کسی بحر میں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی بڑے ذخیرہ سے خوشہ چینی کر کے یہ مجموعہ حاصل ہوا ہے جس میں بحور کے اثبات کا لحاظ نہیں رہا۔ افسوس ہے کہ اُنکی

بڑی بڑی جلدوں کا اب کہیں وجود باقی نہیں اور جو اختصار موجود ہے اُس کے بھی ۲۱۵ اشعار سے زیادہ نہیں پائے جاتے۔ گویا جو کچھ موجود ہے وہ محض مشتے نمونہ از خروارے ہے

ہم اس مختصر کو دیکھکر یہ سمجھتے ہیں کہ بچّوں کو مترادف الفاظ یاد کرانے کے لیے ایک چیز ہے۔ لیکن اس ضخیم کتاب کی تدوین سے حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کا منشا اس سے کچھ زیادہ تھا۔ اُنھوں نے یہ کتاب ایسے وقت میں لکھی تھی جب کہ مسلمان جوق در جوق براہ خیبر ولایات بلخ و بخارا و ایران و توران و ترکستان سے مغلوں کے ہاتھوں ترکِ وطن کر کے ہندوستان آ رہے تھے اور یہاں پہنچکر زبان نہ جاننے کی دشواریوں سے شب و روز اُن کا مقابلہ تھا اور اہلِ ہند اِن تازہ ولایت مہمانوں کا مافی الضمیر سمجھنے سے عاجز و پریشان تھے۔ اِن اجنبیوں میں باہم موانست اور تعارف کرانے کی غرض سے حضرت امیر نے اُن تمام لغات و الفاظ کو جو ایک دوسرے کی زبانوں پر موجود اور کارآمد تھے اس خوبصورتی کے ساتھ منسلک کر دیا اور بیشک وہ تمام مجموعہ اُن کئی بڑی بڑی جلدوں میں تمام ہوا ہوگا جن کے نہ ملنے پر آج ہمیں حسرت ہے۔ اور اس کی نسبت اور کیا رائے قایم کی جا سکتی ہے بجز اس کے کہ یہ نایاب کتاب بھی مثل دوسرے ہزارہا جواہر ریزوں کے نذر دست برد روزگار ہوئی ہوگی اور جو اختصار آج ہمارے ہاتھوں میں ہے وہ اُس کے صرف اُن پریشان اشعار کا مجموعہ ہے جو لوگوں کے زبانوں پر باقی رہ گئے تھے کچھ عرصہ بعد امیر خسروؒ کے کلام کی عام تلاش و تحقیقات کے وقت یہ مجموعہ بھی زبانوں سے منتقل ہو کر کاغذوں پر جلوہ گر ہوا۔

حضرت امیر خسروؒ کی سنسکرت اور ہندی دانی کے متعلق اُن کے کلام کے دیکھنے سے یہ رائے قایم کی جاسکتی ہے کہ وہ سنسکرت سے بخوبی واقف تھے اور ہندی بھاشا پر جو اُس وقت مروج تھی اُن کو پوری قدرت تھی۔ بعض بعض الفاظ کی غلطی سے جس کا فرہنگ میں تفصیلاً ذکر ہے یہ کہا جاسکتا ہے کہ وہ اسی طرح کثرت سے زبان زد عام ہونگے۔

خالق باری کی تصحیح کے لیے قلمی اور مطبوع مختلف نسخے جمع کیے گئے۔ پہلا نسخہ خالق باری مطبوعہ نولکشور ۱۹۱۱ء غیر محشی تقلم جلی، دوسرا نسخہ مطبوعہ نولکشور ۱۸۸۸ء محشی تیسرا نسخہ مطبوعہ کانپور ۱۳۲۵ھ محشی، چوتھا نسخہ مطبوعہ سلطان المطابع محشی، پانچواں نسخہ مطبوعہ گلشن احمدی پرتاب گڈھ، چھٹا نسخہ مطبوعہ مطبع مصطفائی ۱۲۵۰ھ اور ساتواں نسخہ نقل نسخہ قلمیہ ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ۔

کلکتہ کے قلمی نسخہ میں ۲۱۵ اشعار تھے اور دیگر مطبوعات میں ۱۹۱ اشعار پائے گئے یعنی قلمی نسخہ میں ۲۴ اشعار زائد پائے گئے۔

حواشی خالق باری جسقدر نظر سے گذرے اکثر غلط ہیں لہذا ان کی تصحیح کرکے ایک فرہنگ تیار کردی گئی ہے۔ ہندی بھاشا اور سنسکرت الفاظ کی تحقیق اور الفاظ کے مواد دیوناگری حرفوں میں مع اُن کے صحیح تلفظ کے لکھ دیئے گئے ہیں تاکہ آیندہ امتداد زمانہ سے پھر ان الفاظ کی صحت میں خلل یا شبہ واقع نہ ہو۔ انشاء اللہ المنان

منه التوفيق و عليه التكلان

المسکین محمد امین العباسی، چریاکوٹی

مدرسۃ العلوم
علیگڑھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خالق باری سرجن ہار   واحد ایک بدا کرتار

رسول پیغمبر جان بسیٹھ   یار دوست بولی جا ایٹھ

اسم اللہ خدا کا ناؤں   گرما دھوپ سایہ ہے چھاؤں

راہ طریق سبیل پہچان   ارتھ تہو کا مارگ جان

شمس ہے مہ نیر خورشید   کالا اُجلا سیہ سفید

نیلا پیلا زرد کبود   تانا بانا تن ست و پود

قوت نیرو زور بل آن   سارق دزد چور ہے جان

مرد منش زن ہے استری   قحط اکال وبا ہے مری

اِقرا بخواں ہیں تو دیکھ
بنویس آنرا اُس کو لیکھ

دوش کال رات جو گئی
امشب آج رات جو بھئی

ترا بگفتم میں تجھ کہیا
کجا بماندی تو کت رہیا

بیا برادر آ او رے بھائی
بنشیں مادر بیٹھ ری مائی

صعوہ سریچہ ممولا جان
کوا زاغ کلاغ پہچان

آتش آگ آب ہے پانی
خاک دھول جو باد اوڑانی

بحر دیگر

مشک کافور ست کستوری کپور
ہندوی آنند شادی و سرور

اسپ گھوڑا فیل ہاتھی شیر ببیہ
گوشت ہیڑا چرم چمڑا شحم پیہ

شیر جغرات آمدہ دودھ و دہی
روغن آمد گھی دوغ آمد مہی

بحر دیگر

زر بود سونا سیم چیتل نقرہ رُوپا
جامہ کپڑا ٹاٹ پٹّو ڈبہ گُوپا

خنجر و شمشیر صمصام ست تیغ
ہندوی کھانڈا کہا وسے اُن من میغ

خال تل باشد غلیواز و زغن — چیل ہے در گوش کن گفتار من
ارض دھرتی فارسی باشد زمین — کوہ در ہندی پہاڑ آمد یقین
کاہ ہیزم گھاس کاٹھی جانیے — اینٹ ماٹی خشت و گل پہچانیے
دیگ ہانڈی کفچہ ڈوئی بے خطا — تابہ گز کان ست کڑاہی و توا
سنگ پاتھر جانیے بر کن اٹھاؤ — اسپ میران ہندوی گھوڑا چلاؤ
موش چوہا گربہ بلی مار ناگ — سوزن و رشتہ بہندی سوئی تاگ
چھالنی غربال چاکی آسیا — دیگدان چولہ و کند و کوٹھیا

بحر دیگر

جاروب سوہنی کہ بدست توکرا — مقراض کترنی کہ بود استرا چھرا
آئینہ آرسی کہ درو ہے بنگری — سیوا بہندوی کہ بود نام چاکری
ران و فخذ کہ جانگھ بود ناز لاڈلا — استخوان ہاڑ باشد و دیوانہ باؤلا
امید آس باشد ناامید ہے نراس — چرخ و فلک سپہر بود آسماں اکاس
بادہ شراب راوق و صہبا مے ست مد — گر جرعہ زان خوری تو کنی کار نیک بد

رایت لوائے و نیزہ بود اسپر ست ڈھال
لب آب ندی حوض دگر سرور ست تال

طاؤس مور باشد و دُرّاج تیترا
خوب و نکو بھلا و بد و زشت ہی بُرا

دیہیم و تاج و افسر درہندوی مُکُٹ
زاغ برید ہ پر را تو جان کاگ کٹ

اگہان و دہر و گیتی دنیا دگر جہان
درہندوی تو پرتھوی سنسار جگ بدان

شبگیر و لیل و شب تو بدان رات رین نس
فانید و قند و شکر گڑ جان زہر بس

جان و روان و جیو تن و کالبد کیا
عادت جو خوی سہج بدان عاطفت میا

دل ہے ہیا و خاطر و اندیشہ چنتنا
مہمان و ضیف را تو بدانی کہ پاہنا

اُمّ الکتاب فاتحہ الحمد جا کو ناؤں
اُم القریٰ تو مکہ بداں قریہ دیہ گاؤں

بحر دیگر

حربا گرگٹ کژدم بچھو راسو نیول
سگ ہے کتا ماہی مچھلی لقمہ کول

دشمن بَیری کوس دمامہ باراں مینھ
عشق محبت عاشق متر جانی نینہ

طعم سواد و طعام خورش جو کہئے کھانا
عالم دانا ہندوی بول جو کہیے سیانا

سینہ چھاتی پستاں چوچی بینی ناک
ظاہر پیدا پرگھٹ ڈیٹھی طاہر پاک

تپ لرزہ در ہندوی آمد جوڑی تاپ ‌ ‌ درد سر آمد سر کی پیڑا تنگ ہے دھاپ

ہامہ کا چک مانجھ کیا رجا کہیے ٹھاؤں ‌ ‌ چون در ہندوی مرا بہر سی کھوپڑی ناؤں

دودہ کاجل سرمہ انجن قیمت مول ‌ ‌ چاکر سیوک بندہ چیرا قول سو بول

مس ہے تانبا روئیں کا لنسہ آہن لوہ ‌ ‌ تیشہ بسولہ تبر کو لھاڑا غدر دروہ

غار مغاک جو گڑھا کہیے کنواں چاہ ‌ ‌ دریا بحر سمندر کہیے جا کی ناہیں تھاہ

گندم گیہوں نخود چنا شالی ہے دھان ‌ ‌ جرت جونری عدس مسور برگ ہے پان

ابرو بھوئیں سبلت موچھیں دنداں دانت ‌ ‌ ریش محاسن ڈاڑھی کہیے رودہ آنت

غدر خسارہ ہندوی بول جو کہیے گال ‌ ‌ آج امروز بدان فردا را تو بگوی کال

بحر دیگر

منجل ست و داس دانتی جاکو ناؤں ‌ ‌ ترب مولی دار سولی جانے ٹھاؤں

سرد سیتل گرم تاتا چیرہ سخت ‌ ‌ نرم پولا نیش ڈنک اورنگ تخت

غلہ افشاں چھاج ہے افشاں پچھور ‌ ‌ شوی شوہر ہندوی ہے نفس تور

ڈھاکنی سرپوش چپنی جانیے ‌ ‌ ہے دھواں دود دخان پہچانیے

بحر دیگر

تو پنبہ دانہ بداں حبِّ قطن در تازی
ولے بنولہ بداں چوں بہند اندازی

بحر دیگر

موسل ست معروف ہاون اوکھلی
حیز عنّین فحل نر آمد بُکلی

فارسی روباہ ہندی لوکڑی
ماکیاں را نیز می خواں کُکڑی

کُکڑا می خواں خروسِ صبح خواں
نیز می خواں دیک در تازی زباں

قصر کوشک حصن در تازی حصار
حجرہ کوٹھا بام اٹاری در دُوار

عذب شیریں ست میٹھا چاکھ دیکھ
تلخ کڑوا ترش کھٹّا آکھ دیکھ

زُفت اینٹھن چرب چکن شور کھار
تیز چرپر جیبھہ جانے یہ بچار

کاغذ و قرطاس کاغذ اِسے لکھیے
ہم قلم ہم خامہ لیکھن لیکھیے

دُرّ و مروارید موتی جانیے
ہم صدف سیپی سمندر آنیے

بحر دیگر

تُور ستور گاؤ ہے بلد
خواہی لادو خواہی اَلد

ذنب گناہ جو کہیے دوش	خشم وغضب در ہندوی روش
سرگین گوبر فلہ ہے پیوسی	کدال کلند جو کہیے کسنی

بحر دیگر

بزرگی بڑائی و پیری بوڑھاپا | نکوئی بھلائی جوانی تنا پا
لسان و زبان فارسی جیبھ آکھو | درخت وشجر دار را رُوکھ بھا کھو
دروغ و دگر کذب تم جھوٹھ جانو | بزرگ وکلاں را بڑا جان مانو
ہندی زباں خانہ ہم بیت گھر ہے | چو خوف وخطر بیم ہم ترس ڈر ہے
تمنا وہم آرزو چاؤ کہیے | ید و دست ہاتھ و قدم پانو کہیے
چراغ ست دیا فتیل ست باتی | بود جد دادا نبیرہ است ناتی
کدو خربزہ ہردو معروف میدان | خیار ست ککڑی و کھیرا ہی خوال
در و بار دہلیز را وار جانو | شتر اونٹ گھوڑا فرس اسپ مانو
گرہ عقد باشد بتازی ولیکن | ہندی بود گانٹھ بشنو تو از من
نہار و دگر یوم روز ست جانو | ہندی زباں دیوس دن را پہچانو

کثیر و فراوان و بسیار افزوں — بسے بہت کہیں سبھی جانیو توں
سمندر رہے آگ میں جیو کیڑا — چو بعد ست دور و چو نزدیک نیڑا
نمک ملح ہے لون شیریں ہے میٹھا — بھندی زباں بے مزہ ہست سیٹھا
پدر باپ باشد چو اُمّ ست مادر — سناں بھال برگستوان ست پاکھر
ذباب و مگس ماکھی و پشّہ ماچھر — بود ریگ بالو و سنگریزہ کانکر
فرومایہ سفلہ بتازی بجوانش — و لے لتر خوانند بعضے کسانش

بحر دیگر

بیا آو نشیں بیٹھ برو جا — ببیں دیکھ بدہ دے بخور کھا
بسا پیس بکش کھینچ بچش چاکھ — بزن مار بدر پھاڑ بنہ راکھ
گلو حلق دہن مکھ سخن بول — شکم پیٹ نظر ڈیٹھ دہل ڈھول

بحر دیگر

طبیب و حکیم ست بیداے برادر — بود باؤ باد و دگر آگ آذر
دگر گوش کن وعظ و اندرز و پند — بھندی بود سیکھ در کار بند

خراب ست ویراں تو اُجڑا ہمی خواں	تو معمور آباد بستا ہمی داں

بحر دیگر

ہست ابن اللیل ماہِ آسماں	چاند بیٹا رات کا تازی زباں
لیل شب دیجور در تازی زباں	رات آندھیاری تو نیکو تر بداں

بحر دیگر

دادن دینا داد دیا فعل کار	قرض و وام و دَین دُرہندی اُدھار

بحر دیگر

آفت و آسیب ہے رنج و بلا	حےؔ زندہ جانیو تم جیوتا
شانہ و مشط ست در ہندی زباں	کنگھی آمد پیش تو کردم بیاں
کرم شب تاب ست کیڑا اچکناں	نیز گویند آتشک اورا بداں
نان تازی خبز روٹی ہندوی	پنبہ و محلوج را میداں روئی
پس بہندی پنبہ را میداں کپاس	نسر کرگس بوم اُلو بوی باس
باد بیزن بادکش پنکھا بخواں	غوک ضفدع مینڈکی بینک بداں

بحر دیگر

ساگ سبزی بہج شادی سرخ سوہا لعل لال — سبز ہریا دانست دُھریا ماند رہیا دام جال

فجر صبح و ظہر پیشین عصر دیگر شام سانجھ — دان زن زانیدہ جنتی ہے عقیقہ جو سے بانجھ

بحر دیگر

سیر اگھانا کور کانا بھید راز — گرسنہ بھوکا پیاسا تشنہ باز

بحر دیگر

حمار اگر ترا پرسند چیست خر ست — بہندوی بود گدھا کہ بار برست

بحر دیگر

خرگوش کھرہا باشد آہو بود ہرن — انگشتری انگوٹھی پیرایہ آبھرن

بشنو تو نام چرخہ بیچارہ پیرزن — گویند نام رہٹہ در ہندوی بچن

پیچک بداں تو پونی پاغندہ گالہ دال — دوک ست نام تکلہ آوردہ ام بیاں

سنداں علاۃ اہرن قطیس تیک را — میداں ہتوڑا باشد بیچون و بیچرا

جیتی ست نام مورچہ پستو ست نام کیک — آں کو پیام و نامہ برد قاصد ست پیک

آئینہ آرسی کہ در رو بنگری — سیوا بہندوی تو بداں نام چاکری

بحر دیگر

بیدار بداں کہ جاگتا ہے	ہم خفتہ بداں کہ سوتیا ہے

بحر دیگر

میداں سبو گھڑا و سبوچہ بداں گھڑی	چوں تیر سقف باشد در ہندی کڑی

بحر دیگر

تگرگ ست ہم سنگچہ ژالہ اولہ	چو زیرک سیانا و نادان بھولا
تو اخروٹ جوز خراساں بدا	دگر ناریل جوز ہندی بخوا
ہزبر ست ناہر پلنگ ست چیتا	چو گرگ ست بھیڑہا و کرگ ست گینڈا

بحر دیگر

دیگر کلاوہ گگڑی ہم ریسماں سوت	انساں شمار ناس میداں تو دیو بھوت

بحر دیگر

قفل کلید جو تالا سے کلے	گربہ خیطل جو کہیے بلی
شرم لاج پوشیدن ڈھانکنا	کار ہی کاج خواستن مانگنا

بحر دیگر

کیوان زحل سنیچر آمد	آدیت بپارسی خور آمد
مریخ بزبان ہندوی منگل	رائی بزبان فارسی خردل
بدھ ہے عطارد گر تو بدانی	اورا تو دبیر چرخ بخوانی
برجیس مشتری برسپت	قاضی سپہر در سعادت
شد شکر ہندوی زہرہ را نام	خنیاگر آسمان دلآرام

بحر دیگر

ہندوی پیپل بود فلفل دراز	مرچ فلفل گرد را گویند باز
جوز بویا جاپھل بشنک بداں	ہم قرنفل لونگ را اکنگر بخواں
ہندوی گویند خرما را کھجور	داکھ (منقیٰ ۱۲) را تو فارسی میداں انگور
زنجبیل ست سنٹھی آمد سونٹھ نیز	چھانیے اے میت (دوست ۱۲) تو یعنی بہ بیز

بحر دیگر

بیمار مریض دکھیا جان	برگیر اٹھاؤ باج ہے دان

بحر دیگر

اندھا نابینا و بینا دیکھتا	قبر باشد گور غلطاں لٹیتا

بحر دیگر

پیکان و زرہ بکتر ست گانسی	ہم خندہ و قہقہہ است ہانسی

بحر دیگر

درع گز میزاں ترازو وزن تول	دم نفس دفتر جریدہ دلو ڈول

بحر دیگر

مشرق جو کہوں پورب کا ناؤں	مغرب در ہندوی پچھاؤں
ہے جنوب دکھن کا اور	ہم شمال اوتر کا چھور

بحر دیگر

ہم فراز و پیش آگا جانیے	ہم عقب باپچھے یقیں پہچانیے

بحر دیگر

عقرب تبازی بچھو کژدم برج فلک	بشنو تو سروش و فرشتہ ملک

بحر دیگر

ہم نمونہ بانگی اٹکل قیاس	عطر خوشبوی شمیم و بوی باس

بحر دیگر

بلدہ شہر آمد نگر کوچہ گلی	خار کانٹا پھول گل غنچہ کلی
عاقبت انجام آخر کام ہے	ہم پیالہ نام ساغر جام ہے
راست و چپ ہم یمین ست و یسار	ہندوی تو داہنا بایاں بچار

بحر دیگر

یکپارست پیشانی و ہم جبین	چو اقبال و دولت بود بچھیّن	[illegible]
بیداں مردمک پوتلی امن چین	دگر عین ہم چشم ہم دیدہ نین	
بود ہونٹھ لب زانو ہم رکبہ دال	دگر ناف را نام تُونڈی بخوال	
جگر داں کلیجہ سپرز رست تلّی	کہ پہلو بود ہندوی پانسلی	

بحر دیگر

بیض سہ شب ہست یقیں داں زمر	سیزدہم چاردہم پانزدہ